# غفلت زدہ زندگی کا علاج

عتیق احمد شفیق اصلاحی

غفلت قرآنی لفظ ہے۔ یہ 'غافلا' سے ہے۔ اس کے معنی چھپانا اور غفلت ہے۔ انسان جب کسی چیز یا معاملے کو بھلا دیتا ہے، اس کو نظر انداز کر دیتا ہے یا اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے، اس کو غفلت کہتے ہیں۔ غفلت یہ بھی ہے کہ کسی چیز کو اتنی توجہ نہ دی جائے جتنی توجہ کی وہ حق دار ہو۔

**غفلت کا مفہوم**

قرآن مجید میں ۳۵/آیتوں میں غفلت کا ذکر آیا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ دو مفہوم میں آیا ہے۔ ایک بے خبری، لاعلمی، ناواقفیت، اور دوسرا بھلا دینا اور نظر انداز کر دینا۔ غافل کے معنی قرآن مجید میں بے خبر اور ناواقف ہونے کے بھی ہیں۔ سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے اور نبی کریمؐ کو مخاطب کر کے یہ بات فرمائی ہے کہ حضرت یوسفؑ کی سرگزشت سے آپؐ واقف نہیں تھے۔ ہم نے وحی کے ذریعے آپؐ کو واقف کرایا۔ (یوسف ۱۲: ۳)

اس آیت میں غفلت بے خبری کے معنی میں ہے۔ اسی سورہ میں حضرت یوسفؑ کے والد نے ان کے بھائیوں سے، جب کہ وہ حضرت یوسفؑ کو اپنے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے جنگل میں لے جانا چاہتے تھے، فرمایا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم کھیل کود اور شکار میں ایسے مگن ہو جاؤ کہ یوسفؑ کی طرف سے غافل ہو جاؤ اور پھر بھیڑیا اس کو کھا جائے۔ (یوسف ۱۲: ۱۳)

حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ہے کہ جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو شہر کے لوگ غفلت میں تھے یعنی ایسا وقت تھا کہ اس وقت ان کے آنے کی خبر کسی کو نہ ہو سکی۔ یہ وقت رات، علی الصبح، یا دوپہر کا ہوگا، جب کہ لوگ آرام کرتے ہوتے ہیں اور سڑکیں سنسان ہوتی ہیں۔ اس آیت میں بھی غفلت کے معنی بے خبر ہونے کے ہیں۔

سورۂ نور کی آیت میں 'غافلات' کا لفظ آیا ہے۔ جس سے وہ عورتیں مراد ہیں جو سیدھی سادی اور شریف ہوتی ہیں، ان کے دل و دماغ اس طرح کے خیالات سے بالکل پاک صاف ہوتے ہیں اور جو یہ سوچ بھی نہیں سکتیں کہ کوئی ان پر بدچلنی کا گھناؤنا الزام لگا دے گا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۲۳ (النور ۲۴: ۲۳) جو لوگ پاک دامن، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جو اس کے مطابق عمل کریں گے ان پر اللہ کی رحمت ہوگی، اور جو اس سے غفلت برتیں گے وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہ بتایا گیا کہ قیامت کے دن یہ حجت بن سکے اور اس دن کوئی یہ معذرت پیش نہ کر سکے کہ ہم کو صحیح راستہ معلوم نہیں تھا۔ یہود و نصاریٰ کے یہاں انبیاؑ آئے، ان پر کتابیں نازل کی گئیں۔ ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا گیا کہ قرآن مجید اس لیے نازل کیا گیا تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو نہیں معلوم کہ یہود و نصاریٰ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے؟:

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝۱۵۶ (انعام ۶: ۱۵۶) اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں کو دی گئی تھی، اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے۔

جو شرک کرتے تھے اور جن کو خدائی میں شریک ٹھیراتے تھے، آخرت کے دن ان کو آمنے سامنے کر دیا جائے گا، تو وہ دیوی، دیوتا، فرشتے، انبیاؑ، اولیا، شہدا وہاں اپنے پرستاروں سے صاف صاف ان کی حرکت سے لاعلمی، لاتعلقی اور بے خبری کا اظہار کریں گے۔ جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور سفارشی سمجھتے تھے، قیامت کے دن وہ ان سے براءت کا اعلان کریں گے کہ نہ تو ہم نے ان سے اپنی عبادت کے لیے کہا تھا اور نہ ہمیں اس کی کچھ خبر تھی (انعام ۶: ۹۴)

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝۲۹ (یونس ۱۰: ۲۹) ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے (تم اگر ہماری عبادت

کرتے بھی تھے تو) ہم تمھاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

دوسرا مفہوم بھلا دینا، بھول جانا، نظرانداز کرنا، بے توجہی برتنا، بے پرواہی، لااُبالی پن وغیرہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مختلف کیفیات و صفات کا ذکر کیا ہے۔ ایمان لانے والے، تقویٰ والے، فرماں بردار، متوجہ رہنے والے بندوں کی خوبیوں و صفات کا بھی ذکر کیا ہے، اور کفار و مشرکین، فجار و فساق، بے پروا، غافل انسانوں کی خرابیوں کی نشان دہی بھی کی ہے۔ عقل مندی یہ ہے کہ انسان اچھے لوگوں کی صفات کو اختیار کرے اور برے لوگوں کی خرابیوں سے اپنے آپ کو بچالے۔ قرآن مجید نے انسانوں کی جن خرابیوں کا ذکر کیا ان میں ایک غفلت ہے۔ غفلت دل کی بیماریوں سے ایک اہم بیماری ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کی حس کو ختم کر دیتی ہے۔ اچھائی و برائی، نیکی و بدی کی شناخت کی کیفیت کو ختم کر دیتی ہے۔ شعور و ادراک سے وہ بہت دُور ہو جاتا ہے۔ انسان نقصان سے دوچار ہوتا ہے، لیکن وہ کتنے بڑے گھاٹے و نقصان میں مبتلا ہو رہا ہوتا ہے اس کو اس کا احساس نہیں ہو پاتا۔ وہ اپنا نقصان کر رہا ہوتا ہے مگر وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ خسارہ کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے مگر اس سے نکلنے کی فکر نہیں ہوتی۔

آج مسلمانوں کی بڑی تعداد غفلت کی زندگی گزار رہی ہے۔ اللہ کے دین، قرآن مجید، اللہ کے احکامات، رسولؐ اللہ کی سنتوں، عبادات، نیکی کے کاموں، انفاق، جہاد فی سبیل، حقوق العباد، آخرت کی جواب دہی، اللہ کی حرام کردہ اشیا سے غفلت برتنا ہی غفلت کی زندگی ہے اور ایسی زندگی گھاٹے کی زندگی ہے۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کو ایسی تمام غفلتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

## انبیاؑ کی بعثت کا مقصد

اللہ کی رحمت کا تقاضا تھا کہ وہ انسانوں کی ہدایت کا سامان کرے۔ اس کے لیے اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے رسول بھیجے، ان پر کتابیں نازل کیں۔ ان کے ذریعے حق کو واضح کیا اور شرک و کفر کے نتائج سے واقف کرایا۔ انسان کو اختیار کی آزادی دی کہ چاہے تو اس کو قبول کر کے اس کے مطابق عمل کرے اور آخرت میں کامیاب ہو جائے، چاہے تو اس سے غفلت اختیار کرے۔ اگر وہ اس سے منہ موڑتا ہے تو ناکام ہوگا اور سزا اسے دوچار ہوگا۔ انبیاؑ کے مبعوث کیے جانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کو غفلت سے چونکا کے انجام سے باخبر کر دیں تاکہ لوگ شعور و ادراک،

علم وایمان کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ (مریم ۱۹:۳۹) اے نبیؐ! اس حالت میں جب کہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں، انھیں اس دن سے ڈرا دو جب کہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾ (انبیاء ۲۱:۱) قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت، اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

یعنی اب وہ وقت دُور نہیں ہے کہ جب لوگ اپنے رب کے حضور حاضر کیے جائیں گے اور اپنی پوری زندگی کا حساب دینا پڑے گا۔ وہ غفلت میں ایسے پڑے ہیں کہ ان پر کسی طرح کی تنبیہ کارگر نہیں ہوتی ہے، نہ تو خود ان کو اپنے انجام کی کی فکر ہے اور نہ پیغمبرؐ کے کے ڈرانے کی کوئی پروا ہے۔ غفلت انسان کے لیے نقصان دہ ہے اور جب کوئی سمجھائے اور جھنجھوڑے اس کے باوجود غفلت سے بیدار نہ ہو، تو یہ جرم اور سنگین ہوجاتا ہے۔ قیامت کے قریب ہونے کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے وقت پر مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔

**غفلت کی اقسام**

غفلت دو طرح کی ہے۔ ایک مذموم ہے اور دوسری محمود۔

● محمود غفلت: محمود غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسان گناہوں کو بھول جائے۔ بدی کی راہ سے نیکی کی راہ کی طرف ہجرت کرے اور ایسی ہجرت کرے کہ پھر برائیوں اور بڑے گناہ کرنے کے خیال تک کو بھلا دے۔ انسانوں کی جانب سے ناروا سلوک، بدسلوکی، بے ہودہ باتیں سننے کے باوجود نظرانداز کرجائے، انتقامی جذبے سے اپنے آپ کو بچالے۔ ایسی غفلت محمود ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ (النور ۲۴:۲۳) جو لوگ پاک دامن، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

● مذموم غفلت: مراد یہ کہ انسان دین اور نیکی کے کاموں سے بے پرواہ ہوجائے۔

مذموم غفلت کئی طرح کی ہوتی ہے:

● وقتی و عارضی غفلت: وقتی غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسان نیک طبیعت ہے، نیکی کے کام کرتا ہے۔ اعمالِ صالح کا خوگر ہے، مگر زندگی میں کسی لمحہ میں یا کسی مرحلے میں اس پر غفلت طاری ہو جاتی ہے اور اس سے گناہ کا صدور ہو جاتا ہے۔ پھر جیسے ہی توجہ ہوتی ہے تو اس روش کو ترک کر دیتا ہے۔ یہ غفلت قلیل لمحہ کی ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو عارضی غفلت کہا جاتا ہے۔ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (اعراف ۷:۱۰۲) ’’ہم نے ان میں سے اکثر میں کوئی پاسِ عہد نہ پایا بلکہ اکثر کو فاسق ہی پایا‘‘۔

● لمبی غفلت: اس سے ایسی غفلت مراد ہے جس میں انسان ایک لمبی مدت تک رہتا ہے اور مسلسل گناہ کرتا رہتا ہے۔ یہ فاجر و فاسق لوگوں کی غفلت ہے۔

● کامل غفلت: یہ ایسی غفلت ہے جس میں انسان دائمی طور پر مبتلا رہتا ہے۔ اس کو اپنی غفلت کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ توجہ و یاددہانی اور تنبیہ کے باوجود وہ اس کیفیت سے باہر نہیں آتا بلکہ اس پر جما رہتا ہے۔ ایسی غفلت کفار و مشرکین پر طاری ہوتی ہے جن کو وقت کا نبی اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے، ان کے انجام سے ڈراتا ہے مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ (محمد ۴۷:۱۲)

ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اللہ اُن جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور کفر کرنے والے بس دُنیا کی چندروزہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں، جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں، اور ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔

## غفلت کی علامات

غفلت کی علامات درج ذیل ہیں:

● عبادات میں سستی: غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان کا دل نیکی کے کاموں اور عبادات میں نہ لگے۔ عبادات میں سستی و کاہلی، غفلت، بے پروائی کا مظاہرہ ہو۔ ایک انسان جانتا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ عبادات کی درست ادائیگی پر دنیا میں خیر

اور آخرت کی نجات منحصر ہے۔ اس کے چھوڑنے یا درست طریقہ اور ذوق شوق کے بغیر ادا کی گئی عبادت کا نتیجہ خسارہ ہے۔ اس کے باوجود عبادات میں کوتاہی برتتے تو یہ غفلت کی علامت ہے۔ نماز میں سستی و کوتاہی اسلام میں بالکل پسند نہیں ہے۔ نماز میں سستی کو نفاق کی علامت بتایا گیا ہے۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو نماز سے غافل ہے اور نماز نہیں پڑھتی ہے۔ مسلمانوں میں جو نماز پڑھتے ہیں ان میں ایسے لوگ بہت قلیل ہیں جو نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ دین دار طبقہ میں ایسے بے شمار لوگ ہیں جو نماز پڑھنے آتے ہیں تو دیر سے آتے ہیں۔ کبھی سنتیں چھوٹتی ہیں تو کبھی رکعتیں اور کبھی جماعت سے محروم رہتے ہیں۔ خاص کر فجر کی نماز میں تو اور بھی لاپرواہی ہوتی ہے۔ یہ کم زوریاں دراصل نماز باجماعت کی اہمیت سے بے توجہی و غفلت کی وجہ سے ہیں:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ (النساء۴: ۱۴۲) جب یہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب اس میں زردی آجاتی ہے اور مشرکین کی سورج کی پوجا کا وقت آجاتا ہے، تب یہ اٹھتا ہے اور جلدی جلدی چار رکعتیں مار لیتا ہے (ایسے جیسے مرغی زمین پر چونچ مارتی ہے اور اٹھا لیتی ہے)۔ یہ شخص اللہ کو اپنی نماز میں ذرا بھی یاد نہیں کرتا ہے۔ (مسلم)

● کبائر کا ارتکاب: غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان بڑے گناہوں کا ارتکاب کرے، حرام کاریوں میں مبتلا ہو، انسانوں کے حقوق تلف کرے۔ اس کے باوجود وہ ان کے گناہ ہونے کے ادراک سے محروم رہے۔ وہ ان کو معمولی سمجھے اور ان کو کوئی اہمیت نہ دے۔ یہ غفلت کی علامت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈر رہا ہو کہ کہیں وہ اس کے اوپر نہ گر پڑے۔ اور فاجر و بدکار شخص اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے کوئی مکھی ہو جو اس کی ناک پر سے گزرتی ہے۔ راوی نے کہا کہ وہ ایسے

کر دیتا ہے (اُڑا دیتا ہے)۔(بخاری)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ (اٰل عمرٰن ۳:۱۷۸) یہ ڈھیل جو ہم انھیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انھیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بارِ گناہ سمیٹ لیں، پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

● برائیوں کی رغبت: غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان مسلسل گناہ کرتے رہنے کی وجہ سے برائیوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اس کو برائیاں کرنے سے رغبت ہو جاتی ہے۔ پھر وہ علی الاعلان گناہ کرتا ہے۔ گناہ کرتے ہوئے اس کو کسی طرح کی شرمندگی، ندامت، غیرت، پاس، حیا نہیں ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ اپنے زمانے کے لوگوں سے فرماتے ہیں:

تم لوگ ایسے بہت سے کام کرتے ہو جو تمھاری نگاہوں میں بال سے زیادہ ہلکے ہوتے ہیں (حقیر ہوتے ہیں)۔ لیکن ہم انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین و ایمان کے لیے مہلک خیال کرتے تھے۔(بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ''میری تمام امت کے گناہ بخشے جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کا پردہ خود فاش کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی بے ہودگی اور بے حیائی ہے کہ آدمی رات کے وقت کوئی بُرا کام کرے اور صبح کے وقت اُٹھے تو اس کے گناہ پر اللہ تعالیٰ نے تو پردہ ڈال رکھا ہو لیکن وہ خود لوگوں سے کہتا پھرے، اے شخص میں نے کل رات یہ اور یہ برے کام کیے۔ گویا اس کے رب نے تو اس کی پردہ پوشی فرمائی تھی لیکن وہ صبح اُٹھتا ہے اور اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو خود کھول دیتا ہے'' (بخاری، کتاب الادب)۔ 'جو اپنے گناہوں کا پردہ فاش کرتے ہیں' سے مراد یہ کہ وہ علی الاعلان سب کے سامنے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہی چلا جائے تو پورے دل پر وہ چھا جاتا ہے۔(ترمذی)

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (مطففین ۸۳:۱۴) ہرگز نہیں،

بلکہ دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

● غیر مفید کاموں میں مصروف رہنا: غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان غیرمفید اور لغو کاموں میں اپنا وقت ضائع کرے۔ انسان کو بامقصد پیدا کیا گیا۔ زندگی کی نعمت انسان کو ایک امتحان کے لیے دی گئی ہے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ انسان زندگی کے مقصد سے غافل ہوجائے اور اس کی تیاری نہ کرے تو اسی کیفیت کا نام غفلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نِعۡمَتَانِ مَغۡبُوۡنٌ فِيۡهِمَا كَثِيۡرٌ مِنَ النَّاسِ، الصحةُّ و الفراغُ (بخاری، کتاب الرقاق) ''اللہ کی ان دو نعمتوں 'صحت' اور 'فرصت' کے متعلق اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں''۔ البذاءُ والبیانُ شُعۡبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ (ترمذی) ''فحش گوئی اور لا حاصل بکواس نفاق کی دو شاخیں ہیں''۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کے انتقال پر ایک شخص نے کہا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کہہ رہے ہو؟ جب کہ حقیقتِ حال سے تو واقف نہیں ہے۔ شاید اس نے لایعنی گفتگو کی ہو یا ایسی چیز میں بخل سے کام لیا ہو جو اس کے لیے باعث نقصان نہ تھی (ترمذی)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے فائدہ، غیر ضروری اور لایعنی باتیں بھی انسان کی غفلت کا سبب بنتی ہیں جو اس کے جنت میں نہ جانے کی وجہ بن سکتی ہیں:

مَا يَأۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ (الانبیاء۲۱: ۲-۳) اُن کے پاس جو تازہ نصیحت بھی ان کے رب کی طرف سے آتی ہے اس کو بہ تکلف سنتے ہیں اور کھیل میں پڑے رہتے ہیں، دل ان کے (دوسری ہی فکروں میں) منہمک ہیں۔

● غافل لوگوں کی صحبت: غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان ایسے افراد کے ساتھ رہے جو زندگی کے مقصد سے غافل ہوں۔ غافلوں کی صحبت بھی انسان کو غفلت میں مبتلا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی صحبت اور ان کی بات ماننے سے روکا ہے، جو غافل ہوں:

وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ۝۲۸ (الکہف۱۸: ۲۸) کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا

طریقِ کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔

سورۂ فرقان میں جہنمیوں کے بارے میں ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ط (الفرقان ۲۵: ۲۷-۲۹) وہ منکرین کے لیے بڑا سخت دن ہوگا۔ ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا: کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔ ہائے میری کم بختی، کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس کے بہکائے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی۔

حدیث میں بُری صحبت کی مثال بھٹی دھونکنے والے سے دی گئی ہے کہ جس کے پاس بیٹھنے سے آدمی کے کپڑوں پر چنگاری آکر اس کے کپڑے جلا دیتی ہے، یا پھر وہ دھوئیں اور اس کی بھٹی سے اٹھنے والی بدبو سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح برے آدمی کی سنگت اور بہت زیادہ میل جول سے آدمی یا تو گناہ کے کام کرتا ہے یا کم از کم نیکی کے کاموں سے محروم ہو جاتا ہے۔

**غفلت کے اسباب**

غفلت کے درج ذیل اسباب ہیں:

● باپ دادا کی تقلید: دین سے غفلت و دُوری کا ایک سبب خاندانی عصبیت، قومی تعصب ہوتا ہے۔ ان کے عقیدے وخیالات، تصورات، رسم ورواج کی انسان پابندی کرتا ہے۔ اللہ ورسولؐ کے حکم کے بالمقابل اپنے خاندان کے اصولوں اور رسموں کو اہمیت دے کر ان پر کاربند رہتا ہے۔ یہ کیفیت انسان کو دین سے غافل کر دیتی ہے۔ دین کو قبول کرنے میں مانع ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب جو کہ آپؐ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپؐ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اپنی اولاد سے زیادہ آپؐ سے شفقت کرتے تھے۔ ہر حال میں آپؐ کا ساتھ دیا، مگر خاندانی عصبیت آپؐ کے لائے دین میں آڑے آگئی۔ وہ دینِ حق قبول کرنے سے محروم رہے:

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ (زخرف ۴۳: ۲۳) ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انھی کے نقشِ قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ۝۱۷۰ (البقرہ ۲: ۱۷۰) ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں اُن کی پیروی کرو، تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اُسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اچھا، اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہِ راست نہ پائی ہو، تو کیا پھر بھی یہ انھی کی پیروی کیے چلے جائیں گے؟

● **خواہشِ نفس کی پیروی:** دین سے غفلت کا ایک سبب یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کرے۔ اس کے دل میں جو آئے وہ کرے۔ جو چیز اس کو پسند آئے اس کو کرے اور جو ناپسند ہو، اس کو نہ اختیار کرے۔ ایسا شخص اپنے نفس کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے:

اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا ۝۴۳ (الفرقان ۲۵: ۴۳) کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہو؟

فَاِنۡ لَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَكَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يَتَّبِعُوۡنَ اَهۡوَآءَهُمۡ ؕ وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيۡرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۵۰ (القصص ۲۸: ۵۰) اب اگر وہ تمھارا یہ مطالبہ پورا نہیں کرتے تو سمجھ لو کہ دراصل یہ اپنی خواہشات کے پیرو ہیں اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو خدائی ہدایت کے بغیر بس خواہشات کی پیروی کرے؟ اللہ ایسے ظالموں کو ہرگز ہدایت نہیں بخشتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف طرح کی صلاحیتیں ودیعت کی ہیں۔ سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھ، سوچنے سمجھنے کے لیے دل و دماغ عطا کیا۔ انسان جب ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال کرتا ہے، ان سے ٹھیک انداز سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اس کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ وہ انسانی مجد و شرف کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اس کے لیے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ان صلاحیتوں کا غلط استعمال کرتا ہے اور اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتا رہتا ہے، تو وہ انسانیت کے مقام سے گر جاتا ہے۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی کے نتیجے میں ایسے مقام پر جا پہنچتا ہے کہ اس کی آنکھیں صحیح بات دیکھنے، کان اچھی بات سننے اور دل و دماغ حق بات کو تسلیم کرنے کی صلاحیت

کھو بیٹھتے ہیں اورحق قبول کرنے کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے۔(اعراف ۷:۱۷۹، فرقان ۲۵:۴۴)

● انسانوں کی اطاعت: دین سے غفلت کا ایک سبب یہ ہے کہ انسان اپنے جیسے انسانوں کو یہ درجہ دے دے کہ ان کی ہر بات بغیر سوچے سمجھے ماننے لگے۔صاحبِ اقتدار، مذہبی پیشوا، دولت مند لوگوں کے بارے میں یہ تصور بٹھالے کہ یہ بھی کچھ نفع و نقصان کے مالک ہیں۔اور ان کو غیرمعمولی اہمیت دیتے ہوئے ان کی ہر بات تسلیم کرلینا، یہ چیز اس کو دین سے غافل کردیتی ہے:

> اور یہ لوگ جب اکٹھے اللہ کے سامنے بے نقاب ہوں گے تو اُس وقت ان میں سے جو دنیا میں کمزور تھے وہ اُن لوگوں سے جو بڑے بنے ہوئے تھے، کہیں گے: ''دنیا میں ہم تمھارے تابع تھے،اب کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم کو بچانے کے لیے بھی کچھ کرسکتے ہو؟'' وہ جواب دیں گے: ''اگر اللہ نے ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمھیں بھی دکھادیتے۔اب تو یکساں ہے، خواہ ہم جزع فزع کریں یا صبر، بہرحال ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں''۔(ابراھیم ۱۴:۲۱)

● دنیا میں انہماک: دین سے غفلت کا ایک سبب دنیا میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ جب انسان مادی چیزوں پر زیادہ بھروسا کرلیتا ہے۔دولت، کھیتی باڑی، دنیا کا آرام، عزّت وشہرت کی طلب حد سے زیادہ ہوجاتی ہے تو انسان اللہ کے حقوق سے بے پرواہ ہوجاتا ہے۔کاروبار، کیریئر، خاندان، بچوں کی ترقی اور کامیابی کی فکر اس پر طاری رہتی ہے۔ ہر وقت دنیوی مفاد کے حصول اور دُنیوی کامیابیوں کے حصول کا بھوت اس پر ایسا مسلط ہوجاتا ہے کہ وہ قبر تک پہنچ جاتا ہے اور وہ زندگی کے اہم مقاصد و امور سے غافل رہتا ہے۔جسمانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے سرگرم رہنا مطلوب ہے۔لیکن جب یہ انہماک حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو انسان کو اتنی بھی فرصت نہیں ملتی کہ وہ زندگی کے حقیقی مقصد وتقاضوں کے بارے میں سوچ سکے۔اسی کیفیت کا نام غفلت ہے:

> اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ اطۡمَاَنُّوۡا بِہَا وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ ۙ﴿۷﴾ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸﴾ (یونس ۱۰:۷-۸)
> حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہوگئے ، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا

اُن برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ کرتے رہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ (التکاثر ۱۰۲:۱-۲) تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لبِ گور تک پہنچ جاتے ہو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِآخِرَتِهٖ (مشکوۃ المصابیح)، ''جو شخص دنیا سے پیار کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے''۔

اگر ابن آدم کو سونے سے بھری ہوئی ایک وادی دے دی جائے تو وہ دوسری کی خواہش کرے گا اور اگر دوسری بھی مل جائے تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا۔ اور ابن آدم کے پیٹ کو تو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ (بخاری)

● لااُبالی پن: دین سے غفلت کا ایک سبب لااُبالی پن ہے۔ انسان اپنی زندگی کے مقصد پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کرتا ہے۔ زندگی کے مختلف مراحل میں مختلف طرح کے مسائل و مشکلات آتی ہیں، تب بھی وہ سنجیدہ نہیں ہوتا۔ ان کے اسباب پر رُک کر سوچتا نہیں ہے۔ اس کی یہ روش اس کو لااُبالی بنا دیتی ہے۔ لااُبالی پن انسان کو غافل بنا دیتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الاَنَاةُ مِنَ اللهِ وَالعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ (ترمذی) ''کام کو اطمینان و متانت کے ساتھ انجام دینا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کے اثر سے تعلق رکھتا ہے''۔ دوسری حدیث میں فرمایا: بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے جس کے کہنے سے اس کی غرض محض لوگوں کو ہنسانا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں گرتا ہے۔ مومنین کی صفت قرآن نے یہ بتائی ہے کہ وہ غیر ضروری باتوں سے گزر جاتے ہیں۔ (المومنون ۲۳:۳)

● گھمنڈ و غرور: حق سے دور رکھنے اور حق کی جانب متوجہ ہونے میں گھمنڈ رکاوٹ بنتا ہے۔ گھمنڈ و تکبر ایسی بیماری ہے جس میں مبتلا شخص اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ مال و دولت، مذہبی، قومی، سیاسی یا کسی بھی وجہ سے گھمنڈ میں مبتلا فرد کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا، حتیٰ کہ وقت کے پیغمبروں اور ان کی دعوت کو بھی جھٹلا دیتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے فرعون اور اس کے سرداروں کے سامنے بڑی بڑی نشانیاں پیش کیں مگر انھوں حق کا انکار کر دیا

(المومنون۲۳: ۴۶)۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اس کی وجہ بھی استکبار ہی تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ اللہ نے اس کو ذلیل کر کے جنت سے نکال دیا۔(اعراف۷: ۱۲،۱۳)

**غفلت کا انجام**

غفلت میں خواہ فرد مبتلا ہو یا قوم، دونوں کا انجام یکساں ہے۔ دنیا میں غفلت کے نتیجے میں دونوں ہی بُرے نتائج سے دوچار ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی انجام برا اور رسوا کن ہوگا۔

● تباہی و ہلاکت: جو افراد اللہ اور اس کی کتاب، اس کے رسولؐ کی تعلیمات سے اعراض کرتے ہیں۔ان کے اس اعراض واستکبار کی سزا دنیا میں مقدر کر دی جاتی ہے اور آخرت میں جہنم رسید ہوں گے۔ جو قومیں اس روش کو اپناتی ہیں اور کھلم کھلا رسول کی بات کو جھٹلاتی ہیں، ان کو دنیا میں ہی تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سابقہ اقوام کا ذکر کیا ہے کہ جب انھوں نے رسول کو جھٹلایا، اس کا مذاق اڑایا، اس پر نازل کردہ کتاب کی تکذیب کی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا:

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝۱۳۵ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝۱۳۶ (اعراف ۷: ۱۳۵-۱۳۶) مگر جب ہم اُن پر سے اپنا عذاب ایک وقتِ مقرر تک کے لیے، جس کو وہ بہر حال پہنچنے والے تھے، ہٹا لیتے تو وہ یکلخت اپنے عہد سے پھر جاتے۔ تب ہم نے ان سے انتقام لیا اور انھیں سمندر میں غرق کر دیا کیوں کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور اُن سے بے پرواہ ہو گئے تھے۔

ان آیات میں قومِ فرعون کی ہلاکت کا سبب تکذیب اور غفلت بتائی گئی ہے۔قومِ فرعون پر تنبیہ کے لیے پہلے قحط، طوفان، ٹڈی دل، سرسریاں، مینڈک، خون کا عذاب نازل کیا گیا لیکن جب قوم غفلت میں پڑی رہی اور رسول کی تکذیب کرتی رہی تو اس کو ہلاک کر دیا گیا:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝۹۲ (یونس۱۰: ۹۲) اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ بعد کی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔

● توفیق کا سلب ہونا: جو افراد، گروہ اور اقوام اللہ اور اس کے رسولؐ کے دیے گئے احکامات سے غفلت برتتی ہیں۔ اس پر دھیان و توجہ کے بجائے لاپروائی اختیار کرتی ہیں۔ اللہ ان سے نیک اعمال کی توفیق چھین لیتا ہے اور ہدایت کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۷۹ (اعراف ۷:۱۷۹)۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جِنّ اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اُن کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ اُن سے دیکھتے نہیں۔ اُن کے پاس کان ہیں مگر وہ اُن سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

غافل انسان سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے اور عقل وشعور، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے۔ وہ کان رکھتا ہے، بات سنتا ہے مگر بھلی بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ آنکھوں سے دیکھتا ہے مگر آنکھیں عبرت ونصیحت حاصل کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔

● اللّٰہ کی نشانیوں سے سبق لینے سے محرومی: غافل انسان اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے۔ جب کسی کی عقل پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں تو انسان اللہ کی نشانیوں کو دیکھتا ہے مگر غور نہیں کرتا، سنبھلتا نہیں ہے جیسا کہ فرعون کی قوم پر اللہ نے کئی عذاب بھیجے کہ قوم نصیحت حاصل کرے اور اپنے رویہ میں تبدیلی لائے۔ جب کئی عذاب آ گئے اور ان کے اندر رجوع الی اللہ کی فکر نہیں ہوئی تو اللہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ دریائے نیل میں غرق کر دیا:

آخرکار تمھارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیوں کہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے، اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمھارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔ (البقرہ ۲:۷۴)

● غفلت جہنم میں لے جانے والا عمل: غفلت ایک ایسا موذی مرض ہے کہ اس

میں گرفتار انسان لوگوں کو مرتے دیکھتا ہے، مگر اثر حاصل نہیں کرتا۔ غفلت کی وجہ سے دنیا میں بھی انسان آزمائشوں سے گزرتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے حصّہ میں دوزخ کی آگ آئے گی:

اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۝۸ (یونس ۱۰:۸)

● قیامت کے دن عار دلائی جائے گی: قیامت کے دن جب اللہ کے حضور حاضری ہوگی اس دن جو لوگ دنیا میں غافل رہے ان کو عار دلائی جائے گی:

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآىِٕقٌ وَّشَهِیْدٌ۝۲۱ لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ (قٓ ۵۰:۲۱، ۲۲) ہر شخص اس حال میں آ گیا کہ اس کے ساتھ ایک ہانک کرلانے والا ہے اور ایک گواہی دینے والا۔ اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا، ہم نے وہ پردہ ہٹا دیا۔

انبیا علیہ السلام کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ انسانوں کو غفلت سے بیدار کیا جائے۔ ان کو رب کریم سے واقف کرایا جائے اور وہ غفلت و لاپرواہی چھوڑ کر رب کی بندگی اختیار کرلیں:

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۝۶ (یٰسٓ ۳۶:۶) تاکہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو، جس کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

● شیطان غالب ہو جاتا ہے: جو شخص غافل ہوتا ہے، دینی تعلیمات و احکامات سے مسلسل لاپرواہی برتتا ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس شخص پر غالب ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ اس کو اللہ سے مسلسل غافل رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۱۹ (الحشر ۵۹:۱۹) اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انھیں خود اپنا نفس بھلا دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

لہٰذا دُنیا میں مادی فوائد کے حصول کی کوشش سے غفلت دُنیا کا نقصان ہے، مگر دین سے غفلت دنیا و آخرت دونوں جگہ نقصان ہے۔ دنیا میں بداعمالیوں و گمراہیوں کی وجہ سے دنیا ظلم سے بھر جائے گی اور آخرت میں آخرت خراب ہوگی۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان غفلت سے بچے۔